[redacted]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامعہ حفصہ اسلام آباد......وفاق المدارس العربیہ کا مؤقف

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اسلام آباد میں جامعہ حفصہ کے حوالے سے جو سنگین واقعات پیش آرہے ہیں، ان پر ہم سخت تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔ اسلام آباد کے واقعات ہوں، آزاد قبائل یا بلوچستان کے، ان میں کسی بھی قسم کی لاقانونیت کو ہم صحیح نہیں سمجھتے اور ان پر بھی ہم سخت تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم یہ واضح کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ان سنگین اور تشویش ناک واقعات کے مواقع خود ہماری حکومت کی غلط پالیسیوں اور عاقبت نااندیشانہ کارروائیوں کا نتیجہ ہیں۔ حکومت کے ان ہی غلط اقدامات نے لاقانونیت کو ہوا دی اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

تازہ ترین واقعات میں اہم واقعہ یہ ہے کہ اسلام آباد میں بدکاری کا اڈا قائم تھا۔ اہل محلہ سخت پریشان تھے، اس محلے کی فیڈریشن نے بارہا پولیس سے بدکاری کے اس ٹھکانے کو ختم کرنے کی درخواست کی، لیکن قانون نافذ کرنے والوں نے کوئی کارروائی نہ کی، تو لوگوں نے قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کا حال پورے پاکستان میں جس قدر افسوس ناک اور تشویشناک ہے، اس سے پوری قوم نالاں اور غم زدہ ہے، جس کی بنا پر جرائم پیشہ افراد کی حوصلہ افزائی ہورہی ہے، پورا ملک لوٹ مار، قتل وغارت اور اغوا کی زد میں ہے، پولیس کے ان جرائم میں ملوث ہونے کی خبریں بھی عام ہیں۔ کوئی سرکاری محکمہ کرپشن سے محفوظ نہیں، آئے دن اس کی خبریں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں، غربت کا گراف اس قدر بلند ہوگیا ہے کہ خلق خدا کا زندگی برقرار رکھنا بس سے باہر ہوتا جارہا ہے، خودکشیاں ہورہی ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ رہی ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو بیچنے پر مجبور ہیں، پولیس کی سہل انگاری سے مجبور ہوکر لوگوں نے اپنے محلوں کی حفاظت کے لیے چندہ کرکے گلیوں میں ناکے قائم کرکے سیکیورٹی گارڈ بٹھائے ہوئے ہیں، سرکاری تعلیمی اداروں میں بچوں کی تعلیم سے مایوس ہوکر غریب اور مجبور والدین پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی بھاری فیسیں ادا کرنے پر مجبور ہیں۔

سرکاری اسپتالوں میں علاج سے مایوس ہوکر مالی وسائل رکھنے والے حضرات پرائیویٹ اسپتالوں میں بھاری فیس ادا کرکے اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں اور بے وسیلہ لوگ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، قانون

نافذ کرنے والے اداروں سے مایوس ہو کر قانون کو ہاتھ میں لینے کی وارداتوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، بلکہ حکومت نے شرعی معاملات میں تمام مکاتب فکر کے علما کے متفقہ فیصلے کے خلاف تحفظ حقوقِ نسواں کے نام پر قانون نافذ کرنے کی اتھارٹی بھی اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کے اصل ذمہ داروں کو جو شریعت کو جانتے ہیں، نظر انداز کر دیا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آزاد قبائل میں لوگوں نے شریعت کو ہاتھ میں لینے کی باتیں شروع کر دی ہیں، وہاں پاکستان کے خلاف جہاد کی تیاری کی خبریں آ رہی ہیں، ٹانک اور کھاریاں میں جو المناک واقعات پیش آئے ہیں، وہ بھی اسی کی کڑی معلوم ہوتے ہیں، یہ اندرون ملک واقعات کی ایک ہلکی سی جھلک ہے، اگر بیرون ملک کے حالات پر نظر ڈالی جائے، تو امریکا جس پر ساری کارروائیوں کا مدار وانحصار تھا، وہ اب برابر تنبیہ کر رہا ہے اور واشگاف انداز میں عدم اعتماد ظاہر کر رہا ہے۔ افغانستان میں کرزئی کا لب ولہجہ پاکستان اور اس کی حکومت کے خلاف زہر اگلنے سے کسی طرح باز نہیں آتا، رہی بات انڈیا کی تو ہم اس کے متعلق ہزار لچک دکھا کر بھی کوئی فائدہ حاصل کرنے سے قاصر رہے ہیں اور وہ برابر اپنے سابقہ موقف پر قائم ہے اور ہمیں بے وقوف بنا کر فوائد بھی سمیٹ رہا ہے۔

اسلام آباد میں مسجد حمزہ کو شہید کیا گیا اور مزید سات مساجد کو نوٹس جاری کیے گئے کہ ان کو بھی شہید کیا جائے گا۔ انتظامیہ کی یہ کارروائی اسلام آباد کے لیے ہی نہیں، پورے ملک کے لیے بے حد بے چینی کا سبب بنی۔ بڑے بڑے مظاہرے ہوئے اور حکومت کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ (چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی) اسی اثنا میں جامعہ حفصہ کی طالبات نے چلڈرن لائبریری پر قبضہ کر لیا۔

وفاق المدارس کے صدر، ناظم اعلیٰ، نائب صدر، اسلام آباد، راولپنڈی کے علماء نے جامعہ حفصہ کی انتظامیہ سے بار بار مذاکرات کیے، وزارت داخلہ اور اسلام آباد انتظامیہ سے مسلسل مذاکرات کا سلسلہ جاری رکھا، جس کے نتیجے میں مسجد حمزہ کی تعمیر کا فیصلہ ہوا، وزارت مذہبی امور کے سربراہ جناب اعجاز الحق نے اس کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب میں خود شرکت کی، بقیہ مساجد کو شہید کرنے کے نوٹس واپس لے لیے اور وزیر داخلہ کے یہاں ایک کمیٹی کی تشکیل عمل میں آئی، جس میں علما اور انتظامیہ کے افراد شامل کیے گئے کہ یہ حضرات باہمی مشاورت سے مساجد اور مدارس کے معاملات طے کریں گے، کمیٹی کی تشکیل اور اس کے دائرہ کار اور طریقہ کار پر علما نے اطمینان کا اظہار کیا، یہ علما وہی ہیں جو ہمیشہ اسلام آباد اور راولپنڈی میں پیش آمدہ واقعات میں امت کی رہنمائی کرتے ہیں اور جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کی انتظامیہ کی حمایت ونصرت میں پیش پیش رہے ہیں، جامعہ حفصہ کی انتظامیہ لائبریری کا قبضہ چھوڑنے پر کسی طرح راضی نہ تھی، بلکہ طالبات نے اس ضمن میں کئی ایسے کام بھی کیے، جو ان کی شایان شان نہ تھے۔ وفاق المدارس کے لائبریری چھوڑنے کے فیصلے کو اخباری بیان میں مسترد کیا گیا، بی بی سی کو انٹرویو دیا گیا، وفاق کی انتظامیہ کو خط لکھ کر بھی موردِ الزام ٹھہرایا گیا، بدکاری کا اڈا چلانے والی عورت کو گرفتار کر کے جامعہ حفصہ لایا گیا، اس کے ساتھ جامعہ حفصہ کی انتظامیہ نے پورے ملک میں وفود اور خطوط روانہ کیے اور اہل مدارس کو اسلام آباد آ کر حکومت سے مقابلہ کرنے کی دعوت دی۔ یہ سلسلہ تا حال جاری ہے اور انتشار کا سبب بن رہا ہے۔

ادھر وفاق المدارس نے اپنی عاملہ کا اجلاس اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اسلام آباد میں طلب کیا، عاملہ نے متفقہ طور پر لائبریری چھوڑنے کی درخواست کی اور کہا کہ آپ کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے قوت کا ہونا انتہائی ضروری ہے، جو آپ کے پاس موجود نہیں اور حکومت...... جس کا آپ مقابلہ کررہے ہیں، قوت کے تمام وسائل پر قابض ہے۔ اس لیے نقصانِ عظیم کا سنگین خطرہ سروں پر منڈلا رہا ہے۔ جامعہ فریدیہ کے اساتذہ سے ملاقات کے ذریعے ان کا نقطہ نظر معلوم کیا گیا، تو ایک دو کے علاوہ تمام اساتذہ نے اپنی انتظامیہ کی رائے سے اختلاف ظاہر کیا اور کہا کہ ہم نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ حضرات اپنی ضد چھوڑ دیں، لیکن انہوں نے ہماری بات نہیں مانی۔ اس شورش سے طلبہ وطالبات کا تعلیمی سال بھی برباد ہوا۔

وفاق المدارس اور دوسرے اکابر علما نے مولانا عبدالعزیز اور ان کے بھائی عبدالرشید غازی سے گزارش کی کہ دشمنانِ اسلام نے دینی مدارس کو دہشت گردی اور انتہا پسندی کا مرکز قرار دینے کا اتنا پروپیگنڈہ کیا ہے کہ ان مدارس سے ناواقف اور بے خبر لوگ دینی مدارس کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ ہمارے یہاں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرونک میڈیا پر یہ پروپیگنڈہ روزانہ ہو رہا ہے، پرویز مشرف صاحب سے کئی میٹنگوں میں جب یہ بات آئی، تو ہم نے اس کی سختی سے تردید کی اور کہا آپ ثبوت کے ساتھ نشان دہی کریں، تو ایسے مدارس کے خلاف آپ سے پہلے ہم خود کارروائی کریں گے اور ان مدارس کو اپنے وفاق اور تنظیمات سے خارج کردیں گے اور آپ کی کارروائی سے ہمیں اختلاف نہیں ہوگا، لیکن وہ کبھی بھی کسی مدرسہ کا نام پیش نہ کرسکے، ہر میٹنگ میں یہ بات بھی کھل کر سامنے آئی کہ پرویز مشرف مدارس کے خلاف نہیں ہیں، وہ ان کے ساتھ تعاون کے حامی ہیں، اخباری بیانات میں بھی اس حمایت کا ذکر ہوتا رہا ہے۔ جب کہ جامعہ حفصہ کی طالبات نے اپنے طرز عمل سے یہ ثبوت پیش کردیا، تو ظاہر بات ہے کہ ان اسلام کے دشمنوں کو مدارس دینیہ کے خلاف اقدام کرنے کا جواز فراہم ہوگیا ہے اور جامعہ حفصہ کی انتظامیہ نے ضد کا راستہ اختیار کرکے اس اقدام کے لیے مزید تقویت فراہم کی ہے، تو تمام دینی مدارس، مساجد اور اداروں کے تحفظ کی ذمہ داری نبھانے والے حضرات کیوں بے چین نہ ہوں گے؟ اور آپ سے اپنی ضد چھوڑنے کے لیے بار بار مذاکرات کیوں نہ کریں گے؟..... آپ ان گزارش کو سمجھیں اور ان سے تعاون کریں۔

جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کی انتظامیہ نے وفاق المدارس سے بھی تعلق ختم کردیا اور وفاق نے بھی اس کے فیصلے کو مسترد کرنے کی بنا پر الحاق کو ختم کرنا ضروری قرار دیا، پنڈی اور اسلام آباد کے علما پر برملا عدم اعتماد کا اظہار کیا اور اپنی طرح دوسرے جذباتی اور سطحی سوچ رکھنے والے لوگوں کو خودرائی اور خودفریبی کی دلدل میں لاکھڑا کیا، مخلص اور خیرخواہ اکابر علما جو ان کے ہی نہیں، ان کے والد مرحوم کے بھی اساتذہ کے درجے میں ہیں، ان کی درخواست کو درخور اعتناء نہ سمجھا گیا۔ بلکہ مفتی تقی عثمانی جو جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کے مہتمم مولوی عبدالعزیز کے مرشد اور شیخ ہیں، ان کی بھی کسی بات کا اثر نہیں لیا گیا، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے مولوی عبدالعزیز سے کہا کہ آپ کو جو کچھ کہنا ہے وہ کہیں، چنانچہ انہوں نے تقریباً آدھا گھنٹہ اپنا نقطہ نظر بیان کیا، اس کے بعد مولانا عثمانی نے ایک ایک بات کا جواب دیا اور فیصلہ کیا کہ مولوی عبدالعزیز، تم جو کرنے جارہے ہو، اس سے تمہارا مقصد حاصل نہیں ہوگا اور تمہارا یہ اقدام نہ شرعاً درست ہے، نہ عقلاً، نہ قانوناً، اس سلسلے

میں جو نقصانات ہوں گے، ان کا خون تمہاری گردن پر ہوگا، لیکن مولوی عبدالعزیز پھر بھی نہ مانے۔

جامعہ حفصہ کی انتظامیہ نے نوجوانوں کو یہ سوچ دی ہے کہ اپنی رائے کے سامنے بڑوں اور بزرگوں کی رائے کو بے دھڑک رد کیا جا سکتا ہے، جو ظاہر ہے کہ مہلک اور تباہ کن سوچ ہے، جس معاشرے میں یہ سوچ پنپتی اور پرورش پاتی ہے، وہ تباہ اور برباد ہو جاتا ہے، کالجوں اور یونیورسٹی میں ہمارے یہاں یہی انداز ہے، اس لیے وہاں اساتذہ اور انتظامیہ کے ساتھ بدسلوکی کے واقعات روزمرہ میں شامل ہیں، ہمارے اسلاف اور اکابر کا یہ طرز نہیں ہے اور جس نے اس طرز کی مخالفت کی ہے، وہ نقصان میں رہا اور خفت اٹھائی ہے۔

جامعہ حفصہ کی انتظامیہ نے اپنی طالبات اور طلبہ پر یہ ظلم بھی کیا کہ ان کا تعلیمی سال برباد کر کے رکھ دیا، اس شورش میں تعلیم کا ضیاع یقینی ہے، تعلیم کے لیے یکسوئی لازمی شرط ہے، جو کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔

جامعہ حفصہ کی انتظامیہ کا دعویٰ ہے کہ ہماری تحریک اسلامی نظام کے لیے ہے اور ہم اس کے بغیر چین سے بیٹھنے والے نہیں ہیں، اے کاش...... ایسا ہوتا، لیکن ہماری نظر میں مسجد حمزہ کی شہادت کے بعد اپنا احتجاج ریکارڈ کرنا تو معقول بھی تھا اور ضروری بھی، چناں چہ علما، عوام نے زبردست احتجاج کیا، صدر وفاق و اتحاد و تنظیمات نے اس میں شرکت کی، مگر جب مسجد حمزہ کی تعمیر شروع ہوگئی اور مساجد کی شہادت کے نوٹس واپس ہو گئے، نوٹیفکیشن جاری ہو گیا، تو پھر مولوی عبدالعزیز صاحب کو لائبریری کا قبضہ چھوڑ دینا چاہیے تھا، مگر وہ اپنی ضد پر قائم ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی لائبریری پر قبضے سے اسلام نافذ ہو جائے گا۔ ہم بھی انتظار کر رہے ہیں کہ کب یہ آرزو پوری ہوتی ہے، جس کا بہ ظاہر دور دور تک کوئی امکان نہیں ہے، حکومت نے بڑے تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کیا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کی مجبوری بھی، اس برداشت کا سبب بنی ہوئی ہے، اگر حکومت ہمت سے کام لے کر اسلام نافذ کر دے، تو اہالیان پاکستان ہی نہیں پوری لمۃ کے لیے انتہائی خوشی اور بے حد مسرت کا اقدام ہوگا۔ کاش......! ایسا ہو۔ بصورت دیگر حکومت صبر و تحمل سے کام لے، جلد بازی نہ کرے، اول تو یہ سب کچھ اسی کے غلط اقدام کا نتیجہ ہے، مزید اس سے حکومت کے حق میں حالات مزید خراب ہوں گے، آخر میں خود بخود یہ معاملہ ٹھیک ہوگا، اشتعال انگیزی کی انتہا یوں ہوگئی کہ جامعہ حفصہ کی انتظامیہ نے اب خودکش حملوں کی دھمکی بھی دے ڈالی، وہ لوگ جو اس انتظامیہ کی حمایت اور تائید میں پیش پیش ہیں، وہ غور کریں کہ یہ تحریک کس بدانجامی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ آخر میں ہم نے جامعہ حفصہ کو یہ پیغام دیا ہے کہ نظام اسلام نافذ کرنے کے لیے موجودہ طریقہ چھوڑ کر (چوں کہ اس میں کامیابی کی کوئی امید نہیں، بلکہ نقصان کا اندیشہ غالب ہے) آپ دینی سیاسی جماعتوں اور غیر سیاسی جماعتوں سے رابطہ کریں، جیسا آپ اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے ہیں اور اس کے لیے کوشش کر رہے ہیں، یہ جماعتیں بھی یہی چاہتی ہیں اور اس کے لیے کوشش کر رہی ہیں، یقیناً ان کے اور آپ کے کچھ تحفظات بھی ہوں گے، لیکن جب مقصد سب کا ایک ہے، تو مذاکرات کے ذریعے ان تحفظات کو دور کیا جا سکتا ہے اور اس عظیم مقصد کے لیے اجتماعی کوشش شروع کی جا سکتی ہے، اس میں عوام اور اہل اسلام کا تعاون بھی حاصل ہوگا اور زبردست قوت مہیا ہوگی، قربانیاں تو دینا ہی ہوں گی، لیکن مقصد کا حصول بھی ضرور ہوگا۔

☆☆☆